ہفت روزہ
خدام الدین لاہور
بیادگار
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی
شیرانوالہ دروازہ لاہور
۱۷ رجب المرجب ۱۳۸۵ھ
۱۲ نومبر ۱۹۶۵ء
یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ۰ لاہور
ہدیہ ۲۵ پیسے

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "لَغَدْوَۃٌ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَوْ رَوْحَۃٌ خَیْرٌ مِّنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْھَا" (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالےٰ کے راستہ (جہاد) میں صبح یا شام گذارنی دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے سب سے بہتر ہے۔

عَنْ سَھْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: "رِبَاطُ یَوْمٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ خَیْرٌ مِّنَ الدُّنْیَا وَمَا عَلَیْھَا، وَمَوْضِعُ سَوْطِ اَحَدِکُمْ مِنَ الْجَنَّۃِ خَیْرٌ مِّنَ الدُّنْیَا وَمَا عَلَیْھَا وَالرَّوْحَۃُ یَرُوْحُھَا الْعَبْدُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی اَوِ الْغَدْوَۃُ خَیْرٌ مِّنَ الدُّنْیَا وَمَا علیھا۔ (متفق علیہ)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالےٰ کے راستہ میں ایک دن سرحد کی حفاظت کرنا دنیا اور جو دنیا پر ہے سب سے بہتر ہے اور تم میں سے کسی کو جنت میں ایک کوڑے کی جگہ مل جانا دنیا اور جو کچھ دنیا پر ہے سب سے بہتر ہے اور شام کو اللہ تعالےٰ کے راستہ میں (جہاد کیلئے) جانا یا صبح کو جانا دنیا اور جو کچھ دنیا پر ہے سب سے بہتر ہے۔

عَنْ سَلْمَانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: "رِبَاطُ یَوْمٍ وَلَیْلَۃٍ خَیْرٌ مِّنْ صِیَامِ شَھْرٍ وَقِیَامِہٖ، وَاِنْ مَاتَ فِیْہِ اُجْرِیَ عَلَیْہِ عَمَلُہُ الَّذِیْ کَانَ یَعْمَلُ وَاُجْرِیَ عَلَیْہِ رِزْقُہٗ، وَاَمِنَ الْفَتَّانَ۔ (رواہ مسلم)

ترجمہ: حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ایک دن رات سرحدِ اسلام کی حفاظت کرنا ایک مہینہ کے روزے اور اس کی راتوں کی عبادت سے افضل ہے اور اگر اسی حالت میں وہ مر گیا تو جو کام وہ کرتا تھا مرنے کے بعد بھی اس کے لئے جاری رہیں گے۔ اور اس کا رزق بھی جاری رہے گا اور فتنۂ قبر سے بھی محفوظ رہے گا۔

عَنْ فُضَالَۃَ بْنِ عُبَیْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ کُلُّ مَیِّتٍ یُخْتَمُ عَلٰی عَمَلِہٖ اِلَّا الْمُرَابِطَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَاِنَّہٗ یُنْمٰی لَہٗ عَمَلُہٗ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ وَیُؤَمَّنُ فِتْنَۃَ الْقَبْرِ"۔ رواہ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَقَالَ حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ۔

ترجمہ: حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ ہر میّت کا عمل موت سے ختم کر دیا جاتا ہے مگر جو شخص کہ اللہ تعالےٰ کے لئے سرحد اسلام کی حفاظت کر رہا ہے اس کا عمل قیامت تک بڑھتا رہتا ہے اور وہ فتنہ قبر سے بھی محفوظ رہتا ہے۔ امام ابوداؤد اور ترمذی نے اس حدیث کو روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ "تَضَمَّنَ اللّٰہُ لِمَنْ خَرَجَ فِیْ سَبِیْلِہٖ لَا یُخْرِجُہٗ اِلَّا جِھَادٌ فِیْ سَبِیْلِیْ وَاِیْمَانٌ بِیْ وَتَصْدِیْقٌ بِرُسُلِیْ فَھُوَ ضَامِنٌ اَنْ اُدْخِلَہُ الْجَنَّۃَ، اَوْ اُرْجِعَہٗ اِلٰی مَنْزِلِہِ الَّذِیْ خَرَجَ مِنْہُ بِمَا نَالَ مِنْ اَجْرٍ، اَوْ غَنِیْمَۃٍ، وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ مَا مِنْ کَلْمٍ یُکْلَمُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اِلَّا جَآءَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ کَھَیْئَتِہٖ یَوْمَ کُلِمَ: لَوْنُہٗ لَوْنُ دَمٍ، وَرِیْحُہٗ رِیْحُ مِسْکٍ، وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ لَوْلَا اَنْ یَّشُقَّ عَلَی الْمُسْلِمِیْنَ مَا قَعَدْتُ خِلَافَ سَرِیَّۃٍ تَغْدُوْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَبَدًا، وَلٰکِنْ لَّا اَجِدُ سَعَۃً فَاَحْمِلَھُمْ وَلَا یَجِدُوْنَ سَعَۃً وَیَشُقُّ عَلَیْھِمْ اَنْ یَّتَخَلَّفُوْا عَنِّیْ، وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ لَوَدِدْتُ اَنْ اَغْزُوَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَاُقْتَلَ، ثُمَّ اَغْزُوَ فَاُقْتَلَ، ثُمَّ اَغْزُوَ فَاُقْتَلَ"، رَوَاہُ مُسْلِمٌ، وَرَوَی الْبُخَارِیُّ بَعْضَہٗ۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے اللہ تعالےٰ ضامن ہے اس کا جو نکلے اس کی راہ میں اور نہ نکلے مگر جہاد کے لئے اور ایمان رکھتا ہو اللہ تعالےٰ پر اور سچ جانتا ہو اس کے پیغمبروں کو۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ ایسا شخص میری حفاظت میں ہے — یا تو میں اس کو جنت میں لے جاؤنگا یا اس کو پھیر دوں گا اس کے گھر کی طرف ثواب یا غنیمت حاصل کر کے۔ قسم اس کی جس کے ہاتھ میں محمدؐ کی جان ہے کوئی زخم ایسا نہیں ہے جو اللہ تعالےٰ کی راہ میں لگے مگر وہ قیامت کے دن اسی شکل پر آوے گا جیسا دنیا میں ہؤا تھا۔ اس کا رنگ خون کا سا ہوگا اور خوشبو مشک کی۔ قسم اس کی جس کے ہاتھ میں محمدؐ کی جان ہے اگر مسلمانوں پر دشوار نہ ہوتا تو میں کسی لشکر کا ساتھ نہ چھوڑتا جو اللہ تعالےٰ کی راہ میں جہاد کرتا ہے کبھی لیکن میرے پاس اتنی گنجائش نہیں (سواریوں وغیرہ کی) اور مسلمانوں پر دشوار ہوگا میرے ساتھ نہ چلنا۔ قسم اس کی جس کے ہاتھ میں محمدؐ کی جان ہے میں یہ چاہتا ہوں کہ جہاد کروں اللہ تعالےٰ کی راہ میں، مارا جاؤں۔ پھر جہاد کروں پھر مارا جاؤں پھر جہاد کروں پھر مارا جاؤں۔ (مسلم) امام بخاری نے اس حدیث کے بعض حصّہ کو ذکر کیا ہے۔

ایڈیٹر
مناظر حسین نظرؔ
ٹیلیفون
۶۷۵۴۵

ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور

سالانہ
گیارہ روپے
ششماہی
چھ روپے

جلد ۱۱ | ۱۷ رجب المرجب ۱۳۸۵ھ بمطابق ۱۲ نومبر ۱۹۶۵ء | شمارہ ۲۶

اقوام متحدہ اور مسئلہ کشمیر

بھارت اور پاکستان میں فائر بندی ہوئے ایک ماہ سے زیادہ عرصہ ہو گیا ہے لیکن کشمیر کا معاملہ تا ہنوز سلامتی کونسل میں شریک بڑی طاقتوں کی مصلحتوں کا شکار ہے اور آئندہ بظاہر اس کے حل کی کوئی صورت سلامتی کونسل میں نظر نہیں آتی۔ حالانکہ بھارت کی درندگی طشت ازبام ہو چکی ہے۔ اور یہ حقیقت اقوام عالم کے سامنے کھُل کر آ چکی ہے کہ بھارت اپنے مقاصد کی بجا آوری اور درندگی و سفّاکی کی بھوک مٹانے کے لئے کشمیر کی مسلم آبادی کو کھلے بندوں قتل کر رہا ہے۔ جن سنگھی غنڈے ہر طرف کھُل کھیل رہے ہیں۔ اور مسلمانوں کے مکانوں اور املاک کو بے دریغ جلایا جا رہا ہے لیکن اس کے باوجود بڑی طاقتیں خاموش تماشائی بن کر اس بہیمیت و درندگی کا تماشا کر رہی ہیں اور ان کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی۔ اس سے یہ حقیقت صاف ہو جاتی ہے کہ بڑی طاقتیں در اصل سلامتی کونسل میں اپنی اغراض کے تحت شامل ہیں اور امن عالم کی بقاء اور عدل و انصاف کا تحفظ قطعی طور پر اُن کے پیشِ نظر نہیں وہ صرف اپنی دھڑے بندیوں اور اپنے مفاد کی نگران ہیں، مظلوموں کی حمایت اور چھوٹے ملکوں کی مشکلات کا حل اُن کے نزدیک کوئی مسئلہ ہی نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے وزیر خارجہ نے کشمیر کا مسئلہ اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں لے جانے کا ارادہ ظاہر کیا ہے۔ لیکن وہاں بھی ہمارے خیال میں یہ مسئلہ بڑی طاقتوں کی مصلحتوں کی بھینٹ چڑھ جائے گا۔ اور وہ اپنے اثر و رسوخ سے اس مسئلہ کو کھٹائی میں ڈالنے کی کوشش کریں گی۔ کیونکہ بڑی طاقتیں غیر منصفانہ بھارت نوازی میں اس حد تک آگے جا چکی ہیں کہ سلامتی کونسل کے اپنے اجلاس کی ۲۰ ستمبر کی قرارداد کی باوصاحت تجدید کا مسئلہ بھی ایک ہفتہ سے زیادہ زیر بحث رہنے کے بعد التوا میں پڑ گیا ہے اور وہ اس معاملہ کو نہیں سلجھا سکیں تو ان سے اور کسی انصاف کی کیا توقع رکھی جا سکتی ہے۔ بڑی طاقتوں میں سے صرف فرانس نے کسی حد تک حق وانصاف کی حمایت کی ہے۔ اور سلامتی کونسل کے غیر مستقل ارکان میں سے صرف اور صرف اردن نے۔ لیکن اردن نے فی الواقعہ حق ادا کر دیا ہے

ظاہر ہے کہ ان حالات میں اگر یہ مسئلہ جنرل اسمبلی میں بھی گیا تو کوئی خوش آئند توقعات وابستہ نہیں کی جا سکتیں۔ ہاں صرف اتنا ضرور ہے کہ اتمام حجت ہو جائیگا لیکن بہرحال اعتماد اپنے ہی قوتِ بازو اور اللہ کے بھروسہ پر کرنا ہوگا۔ اور ہم شروع سے کہتے چلے آئے ہیں کہ خدا انہیں کی مدد کرتا ہے جو اپنی مدد آپ کرتے ہیں اور اللہ کی ذات پر کامل اعتماد رکھتے ہیں اندریں حالات ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اپنی قوت میں اضافہ کریں سامراجی طاقتیں کو مزید نہ آزمائیں۔ اور وہ ممالک جنہوں نے ہماری دوستی کا حق ادا کیا ہے ان کے باہمی تعاون سے اور اللہ کی ذات پر بھروسہ رکھتے ہوئے اپنی راہیں خود تلاش کریں۔ ہمارا یقین ہے کہ اسی صورت میں کشمیر کا مسئلہ حل ہوگا اس کے علاوہ اور کوئی شکل نہیں کہ یہ مسئلہ حل ہو۔

آفتابِ علم وحکمت کا غروب

دنیائے اسلام کے نامور عالم، دَورِ حاضر کے عظیم محدث حضرت مولانا سید بدرِ عالم میرٹھی مہاجر مدنی جن کے علم و بیان سے نصف صدی کے قریب برصغیر پاک و ہند کے ایوان گونجتے رہے اور تقریباً ۱۵ سال سے سرزمینِ حجاز جن کے علمی سوتوں سے سیراب ہوتی رہی۔ وہ گذشتہ جمعہ مدینہ منوّرہ میں انتقال فرما گئے إِنَّا لِلّٰهِ وَ إِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْن۔

مَوت نے ایک ایسی شخصیّت کو ہم سے جدا کر دیا ہے جن سے اس وقت مسلمانانِ عالم علمی اور دینی رہنمائی حاصل کرتے تھے اور جو محدّثِ عصر حجۃ الاسلام حضرت مولانا سیّد انور شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی علمی یادگار تھی۔ اس کرۂ ارضی پر علمائے دیوبند کے علم و عرفان، زہد و عمل اور قربانی و ایثار کے جو درخشندہ و تابندہ نقوش ثبت ہیں اس آخری دَور میں حضرت مولانا موصوف بھی انہیں مقربین کو جِلا بخشنے والوں میں سے تھے۔ مزید برآں ندوۃ المصنّفین کی جن کتابوں کو شہرتِ عام اور بقائے دوام حاصل ہوئی ان میں سے سرِ فہرست کتاب "ترجمان السنّۃ" ہے۔ جسے مولاناؒ نے اردو دان طبقے کے لئے لکھا اور جس کی مقبولیّت کا یہ عالم ہے کہ اس کی تین ضخیم جلدیں کئی بار چھپ چکی ہیں اور چوتھی جلد زیر طباعت ہے۔ افسوس کہ مولاناؒ کی وفات سے اس عظیم و مفید کتاب کی تکمیل نہ ہو سکی۔ حضرت مولاناؒ کا خیال تھا کہ ذخیرۂ احادیث کو اردو دان حضرات کے لئے مختصر لیکن جامع تشریح کے ساتھ کئی جلدوں میں ترتیب دیں لیکن ان کی عمر نے وفا نہ کی اور وہ اس کام کو ادھورا چھوڑ کر عالمِ آخرت کو سدھار گئے۔

جن لوگوں کو حضرت مولاناؒ کو قریب سے دیکھنے کا شرف حاصل ہوا ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ حضرت مولاناؒ اس دَور میں علمی وقار اور عظمت کا صحیح نمونہ تھے۔

(باقی صفحہ ۹ پر)

نوٹ: ایڈیٹوریل لکھا جا چکا تھا اور کاپی پریس جا رہی تھی کہ سلامتی کونسل کی نئی قرارداد سامنے آ گئی جسے یقیناً با مقصد قرار نہیں دیا جا سکتا اور اسی لئے سلامتی کونسل میں ہمارے باوقار حلیف اردن نے اس کے حق میں ووٹ نہیں دیا۔ اس کے متعلق نوٹ آئندہ شمارہ میں ملاحظہ فرمایئے (ادارہ)

کثرت ذکر اللہ کی برکات

بزرگانِ محترم!

اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اُس نے ہمیں اس مجلس میں حاضری کی سعادت بخشی اور ہمیں اپنا نام لینے کی توفیق عطا فرمائی ؎

این سعادت بزور بازو نیست تانہ بخشد خدائے بخشندہ

درحقیقت یہ باغ حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کا لگایا ہوا ہے۔ اور انہیں کے خلوص و للّٰہیت کا فیضان ہے کہ یہ گلستان ذکر و فکر بحمد اللہ تعالےٰ سرسبز و شاداب نظر آتا ہے۔ اور آپ حضرات ہر جمعرات کو دور دراز کی مسافت طے کر کے اس کی آبیاری کے لئے تشریف لے آتے ہیں۔ آپ کا آنا یقیناً قرآنی علوم سے الفت و محبت اور اللہ کے ذکر و فکر سے والہانہ شیفتگی کا نتیجہ ہے۔ اللہ تعالےٰ اسے قبول فرمائے اور اس جذب و شوق کو اپنے فضل و کرم سے قائم رکھے۔ آمین۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا معمول تھا کہ وہ مجلس ذکر کے بعد تزکیۂ نفس سے متعلق کچھ نہ کچھ ارشادات ضرور فرما دیا کرتے تھے۔ اور ہم نے دیکھا ہے کہ ہزاروں لوگوں نے ان ارشادات کو حرز جان بنا کر ہدایت کی راہ پائی ہے۔ اور اب بھی لاکھوں افراد ان کی روشنی میں صراط مستقیم پر گامزن ہیں۔ اور منازلِ سلوک طے کر رہے ہیں۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا فیضان اللہ کے فضل و کرم سے جاری و ساری ہے اور دُعا ہے کہ اللہ تعالےٰ اس سلسلۂ خیر کو تا ابد جاری و ساری رکھے۔ آمین۔ میں اگرچہ ناکارہ ہوں۔ لیکن پھر بھی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی تابعداری کے خیال سے اور ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے محض ثواب کی نیت سے مجلس ذکر کے بعد کچھ نہ کچھ عرض کر دیا کرتا ہوں۔ تاکہ یہ مفید سلسلہ ٹوٹنے نہ پائے۔ آج مجھے اس سلسلے میں "کثرتِ ذکر اللہ کی برکات" کے عنوان سے کچھ معروضات پیش کرنا ہیں۔

برادرانِ اسلام! آپ سب جانتے ہیں کہ ہر چیز کی ایک تاثیر ہوتی ہے اور ہر فعل کے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ اسی طرح اللہ کے نام کی بھی ایک تاثیر ہے۔ اور کثرتِ ذکر اللہ سے بھی کچھ اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ پانی چاہے قطرہ قطرہ گرے لیکن اگر مسلسل ایک پتھر کی سل پر گرتا رہے تو اس میں بھی گڑھا پڑ جاتا ہے اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ پانی کی تاثیر سے پکی دیواروں میں پیپل کی کونپلیں پھوٹ آتی ہیں تو کیا وجہ ہے کہ اللہ کے پاک نام کی مسلسل ضربیں لگانے سے قلب متاثر نہ ہو۔ اور انسان کی عملی زندگی میں اعمال صالحہ کے برگ و بار ہویدا نہ ہوں۔

اولیاء اللہ کی زندگیاں شہادت دیتی ہیں کہ کثرت ذکر اللہ سے قلب کا آئینہ صاف و شفاف ہو جاتا ہے۔ دل میں اللہ کی محبت گھر کر جاتی ہے۔ دنیائے دنی کی قدر و قیمت نظروں سے گر جاتی ہے، معصیتوں اور خدا کی نافرمانیوں سے نفرت ہو جاتی ہے اور ذکر الٰہی کرنے والے پر خشیتِ الٰہی اور طاعتِ خداوندی کا غلبہ ہو جاتا ہے۔ ذکر کرنے والا اگرچہ رہتا اسی دنیا میں ہے، متمتع اسی دنیا کی نعمتوں سے ہوتا ہے۔ لیکن اس کے قلب کا تعلق فقط حق تعالیٰ سبحانہٗ کے ساتھ جڑا رہتا ہے۔ اور اس کی کیفیت یہ ہو جاتی ہے کہ ؎

دست بکار دل بیار

اُس کے ہاتھ اس دنیا کے کاموں میں مصروف دکھائی دیتے ہیں وہ بیٹھا ہوا انجمن میں دکھائی دیتا ہے۔ لیکن اس کے دل کا تعلق اللہ رب العزّت سے ہوتا ہے وہ دنیا سے بقدر ضرورت فائدہ تو اٹھاتا ہے مگر دنیا میں جی نہیں لگاتا۔

جس طرح کشتی پانی پر تیرتی ہے اور پانی سے فائدہ اٹھاتی ہے لیکن اگر یہی پانی کشتی کے اندر داخل ہو جائے تو کشتی کو لے ڈوبتا ہے۔ اسی طرح جب تک انسان دنیا پر سوار رہتا ہے وہ اسے کوئی ضرر نہیں پہنچا سکتی لیکن اگر یہی دنیا انسان کے اندر داخل ہو جائے اور اس کے قلب و ذہن پر سوار ہو جائے تو اُسے پرلے درجے کا خود غرض شقی القلب اور نفسانی خواہشات کا غلام بنا کر رکھ دیتی ہے اور بالآخر اسے لے ڈوبتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ اپنے متوسلین کو تلقین فرمایا کرتے تھے کہ وہ دل کا تعلق دنیا سے نہ جوڑیں۔ اور اس سلسلہ میں اکثر یہ شعر پڑھا کرتے تھے ؎

دلا تو رسم تعلق ز مرغِ آبی جو
گرچہ غرق بدریاست خشک پر برخاست

یعنی جس طرح مرغ آبی پانی میں غرق نظر آتا ہے لیکن جب اُڑتا ہے تو یوں پَر جھاڑ کر کہ جیسے اس پر پانی کا کوئی اثر ہی نہیں تھا۔ اسی طرح انسان کو دنیا میں تو رہنا چاہئے۔ لیکن جب دنیا سے جائے تو محسوس یہ ہو کہ اس کا دامن دنیا سے آلودہ ہی نہیں ہوا تھا۔ مقصد یہ ہے کہ انسان کو دنیا میں رہتے ہوئے بھی دنیا سے بے تعلق رہنا چاہیئے اور تعلق ہر وقت مالک حقیقی سے قائم رکھنا چاہئے۔

برادرانِ محترم! یاد رکھئے کہ یہ کیفیت صرف ذکر اللہ کی کثرت سے ہی انسان کے اندر پیدا ہو سکتی ہے۔ ذکر اللہ سے انسان کے قلب پر انوارِ الٰہی کا ورود شروع ہوتا ہے۔ اللہ جل شانہٗ کی عظمت و شان، قلب و نظر کا احاطہ کر لیتی ہے اور اس کے سامنے دنیا و ما فیہا کی ہر چیز ہیچ نظر آنے لگتی ہے۔ عالم ناسوت سے جی اُچاٹ ہو جاتا ہے اور عالمِ آخرت میں محبوب حقیقی سے ملاقات کی تڑپ دل میں چٹکیاں لینے لگتی ہے۔ خدا و رسولؐ کے احکام کی فرمانبرداری کی لگن لگ جاتی ہے اور یادِ خداوندی اور مشاہدۂ جمالِ حقیقی کے سوا کوئی چیز محبوب و مطلوب نہیں رہتی۔ اُس کے اندر ایک جذب اور ایک کشش مولائے حقیقی کی پیدا ہو جاتی ہے اور صبح و شام اُسے یادِ خداوندی میں محو رکھتی ہے۔ اور یہ اللہ ہی کا فضل و احسان ہے کہ کسی کے دل میں یہ لگن،

(باقی صفحہ ۶ پر)

۱۰ رجب المرجب ۱۳۸۵ھ مطابق ۵ نومبر ۱۹۶۵ء

ثابت قدمی اور اللہ کے ذکر و فکر سے ہی ہر میدان میں کامیابی کی راہیں کھلتی ہیں

حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب مدظلہ العالی

الحمد للہ وکفٰی وسلامٌ علٰی عبادہ الذین اصطفٰی : امّابعد : فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرّجیم : بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم :-

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ ط اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ○ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتٌ ط بَلْ اَحْیَاءٌ وَّلٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ○ وَلَنَبْلُوَنَّکُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ط وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ ○

(پ ۲ - س بقرہ - آیت ۱۵۳ تا ۱۵۵)

ترجمہ: اے ایمان والو! صبر اور نماز سے مدد لیا کرو - بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے - اور جو اللہ کی راہ میں مارے جائیں انہیں مرا ہوا نہ کہا کرو بلکہ وہ تو زندہ ہیں لیکن تم نہیں سمجھتے - اور ہم تمہیں کچھ خوف اور بھوک اور مالوں اور جانوں اور پھلوں کے نقصان سے ضرور آزمائیں گے اور صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے دو -

موضح القرآن

حضرت شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے پہلی آیت کے متعلق تحریر فرمایا ہے کہ یہاں سے اشارہ کہ جہاد میں محنت اٹھاؤ اور مضبوطی اختیار کرو -

قطب العالم حضرت شیخ التفسیر قدس سرہ العزیز

ان آیات کے متعلق اپنے حاشیہ میں رقمطراز ہیں :-

اللہ تعالٰے کے دروازے پر جانے کے بعد اگر مطلب کے پورا ہونے میں دیر لگے تو صبر کے ساتھ اُس کے دروازے پر پڑے رہو - اور دعا کا سلسلہ جاری رکھو (اور) اور منزلِ مقصود تک پہنچنے سے پہلے بعض آدمی راستہ ہی میں فنا ہو جائیں تو اُن کو مُردہ نہ سمجھو اور یہ خیال نہ کرو کہ الٰہی نعمتوں سے محروم ہیں بلکہ اُن کو حیاتِ اُخروی مل چکی ہے اور وہ رحمتِ الٰہی سے مستفید ہو رہے ہیں لیکن تم نہیں معلوم کر سکتے - (پھر یہ بھی یاد رکھو کہ) قربِ الٰہی کے لئے جس وقت قدم اٹھاؤ گے اور نصرت و اعانت کے لئے دروازۂ الٰہی پر ہاتھ پھیلاؤ گے تو پہلے امتحان کی بھٹی میں ڈالے جاؤ گے (اور) جو لوگ امتحان میں کامیاب نکلیں گے انہیں بشارت دی گئی ہے کہ وہ ضرور منزلِ مقصود پر پہنچا دئے جائیں گے -

حاصل

یہ نکلا کہ حق و صداقت کو قبول کرنے والے مومنین اور عدل و انصاف کی راہ پر چلنے والوں کو شرارت پسند طبقے اور باطل قوتوں سے ضرور پالا پڑتا ہے اور فتنہ و فساد کرنے والے، جادۂ مستقیم سے برگشتہ ہو جانے والے اور ظلم و عدوان کی راہ چلنے والے لوگ ہمیشہ حق پسندوں کو اذیتیں دینے کے درپے رہتے ہیں - اُن کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ کوئی قوت اُن کی بدعنوانیوں میں مزاحم نہ ہو اور وہ اپنی غاصبانہ و سفاکانہ کاروائیاں برابر جاری رکھیں -

ان حالات میں خدا کے فرمانبردار بندوں اور حق و انصاف کی راہ پر چلنے والوں کا فرض ہے کہ وہ نہایت مستقل مزاج اور ثابت قدم ہو کر رہیں، ہر مشکل کا ڈٹ کر مقابلہ کریں، ظلم و عدوان کے خلاف پُرجوش جہاد کریں اور ادائے نماز میں کوئی کوتاہی نہ کریں - کیونکہ نماز پڑھنے والے روحانی قوت سے مسلح رہتے ہیں - اُن کا رابطہ و تعلق احکم الحاکمین سے قائم رہتا ہے اور اللہ رب العزت بھی ایسے لوگوں کی ضرور امداد کرتا ہے -

اللہ کی امداد حاصل کرنے کے دو طریقے

یہاں اللہ تعالٰے کی امداد حاصل کرنے کے دو طریقے ارشاد ہوتے ہیں :-

اوّل یہ کہ مشکلات اور مصیبتوں میں صبر کرو جس کے معنی یہ ہیں کہ تنگی اور ناخوشگواری کی حالت میں اپنے آپ کو گھبراہٹ سے روکو —— نفسانی خواہشات کو عقل پر غالب نہ آنے دو، مشکلات و تکالیف اور حوادث کا پامردی و جرأت سے مقابلہ کرو - اور اپنے نصب العین پر مضبوطی سے ڈٹے رہو -

دوم یہ کہ نماز باقاعدگی سے پڑھتے رہو کیونکہ نماز کی حقیقت یہ ہے کہ وہ سب سے توڑ کر اللہ جل شانہٗ سے جوڑتی ہے - بندوں کا اپنے مولا سے تعلق درست ہو جاتا ہے - اللہ کے ذکر و فکر سے روح کو قوت ملتی ہے اور ہمارا ایمان

ہے کہ جس شخص یا جماعت میں ثبات قدمی اور تعلق باللہ کی دو قوتیں پیدا ہو جائیں وہ کبھی ناکام و نامراد نہیں رہ سکتی بلکہ جو طاقت بھی ایسی جماعت سے ٹکرائی ہے پاش پاش ہو کر رہ جاتی ہے۔ کیونکہ

وعدۂ خداوندی

ہے کہ جو لوگ ایمان کی دولت سے سرفراز ہوں گے، اپنے مقصد کی پیروی میں پیش آنے والی مشکلات پر صبر کریں گے اور جہاد فی سبیل اللہ جاری رکھیں گے انہیں اللہ کی خاص معیت اور رفاقت نصیب ہوگی۔ اور ظاہر ہے جس فرد یا جماعت کے ساتھ اللہ ہو اُسے کون شکست دے سکتا ہے اور وہ اپنے مقصد میں کیونکر ناکام ہو سکتی ہے۔

آیئے! ہم بھی وعدۂ الٰہی پر ایمان و یقین رکھتے ہوئے ثابت قدمی اور نماز کی قوتوں کو کام میں لائیں۔ اور اپنے نصب العین اور موقف پر ڈٹ جائیں تاکہ اللہ جل شانہٗ کی نصرتیں پوری طرح ہمارے شامل حال ہوں اور ہمیں اس کی معیتِ خاصہ نصیب ہو جائے۔

حق تعالےٰ شانہٗ سے دعا ہے کہ وہ سب مسلمانوں کو ان دو لازوال قوتوں سے نوازے۔ آمین!

کامیابی کا راستہ

قرآن عزیز نے ایک دوسری جگہ سورۃ الانفال میں انہیں دو قوتوں کو کامیابی و فلاح کا راستہ قرار دیا ہے چنانچہ ارشاد باری ہے:-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا لَقِيتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوا وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ○ وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ وَاصْبِرُوا ط إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ ○

(پ ۱۰ - سورۃ الانفال آیت ۴۵-۴۶)

ترجمہ: اے ایمان والو! جب کسی فوج سے ملو تو ثابت قدم رہو اور اللہ کو بہت یاد کرو تاکہ تم مراد پا جاؤ۔ اور اللہ اور اس کے رسولؐ کا کہا مانو اور آپس میں نہ جھگڑو ورنہ بزدل ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اُکھڑ جائے گی اور صبر کرو۔ بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

حاشیہ حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ

میدان جنگ میں ثابت قدم رہو اور اللہ تعالےٰ کی یاد میں شاغل رہو تاکہ رحمت الٰہی نازل ہوتی رہے (علاوہ اس کے اپنی قوت پر گھمنڈ پیدا نہ ہو جائے) اور آپس میں نہ جھگڑو تاکہ رحمتِ الٰہی رُک نہ جائے اور ہر مصیبت کا صبر سے مقابلہ کرو۔ خدا تعالیٰ تمہارا پشت پناہ ہے۔

مطلب

صاف واضح ہے۔ ایمان والوں کو لازم ہے کہ دشمن کے مقابلہ میں ثابت قدم رہیں۔ اسلام خواہ مخواہ لڑائی نہیں چاہتا۔ وہ دنیا کے لئے امن کا پیغام ہے۔ اور امن و امان قائم کرنا اُس کا پہلا مقصد ہے۔ لیکن اگر شریر لوگ اپنی شرارت سے باز نہ آئیں اور ظالم ظلم سے اپنا ہاتھ نہ روکیں تو اس وقت مسلمانوں کو لازم ہے کہ وہ ڈٹ کر مقابلہ کریں اور ظلم و فساد کا خاتمہ کر کے دم لیں۔ چنانچہ ارشادِ باری ہے کہ اے مسلمانو! اگر تمہیں دشمن کا مقابلہ کرنا ہی پڑے تو پامردی و جرأت اور بہادری سے کرو۔ ہمیشہ ثابت قدمی اور استقلال سے کام لو۔ خدا کو ہر دم یاد رکھو! اور اللہ اور اس کے رسولؐ کا کہا ماننے کے لئے دل سے تیار ہو جاؤ۔ اگر تم نے ایسا کیا تو دشمن پر فتح پاؤ گے اور مقاصدِ حیات میں بھی کامیاب و بامراد رہو گے۔ لیکن سنو! اتحاد و یکجہتی قائم رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ تم آپس میں کبھی تنازع نہ کرو۔ آپس میں لڑنا جھگڑنا اور اختلافات بالکل موقوف کر دو۔ اگر تم میں پھوٹ پڑ گئی تو قوم یقیناً کمزور ہو جائے گی۔ تم دُوں ہمت اور بزدل ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اُکھڑ جائے گی نتیجتاً تمہاری نافرمانی کے باعث اللہ کی نصرت رُک جائے گی اور تمہیں رسوائی اور بدنامی کا منہ دیکھنا پڑے گا۔

پس

تمہیں چاہئے کہ کیا دشمن کے مقابلہ میں اور کیا امن و امان کے وقت ہر حال میں خدا و رسولؐ کی فرمانبرداری اور صبر و استقلال سے کام لو کیونکہ بارگاہِ ایزدی میں صرف وہی لوگ مستحق تائید سمجھے جاتے ہیں جو صاحب دل اور صبر سے کام لینے والے ہوں۔

بقیہ: مجلس ذکر

یہ ولولہ اور یہ شوق پیدا فرما دیں۔ حق تعالےٰ کا ارشاد ہے:-

اَللّٰهُ يَجْتَبِيْ إِلَيْهِ مَنْ يَّشَاءُ وَيَهْدِيْ إِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ

اللہ تعالےٰ جس کو چاہتے ہیں اپنی طرف کھینچ لیتے ہیں اور جو شخص اللہ تعالےٰ کی طرف رجوع کرے اس کو اپنے تک رسائی دیتے ہیں۔

حضرت ابراہیم ادھمؒ کا واقعہ

ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کی محبت نے اُن پر اثر کیا تو تاج و تخت سے دل اُچاٹ ہو گیا اور اس کشش اور جذب کی صورت یہ ہوئی کہ ایک رات بالاخانے پر سو رہے تھے۔ کہ چند فرشتے انسانوں کی صورت میں ان کے سامنے آئے حضرت ابراہیم ادھمؒ نے ان کو دیکھا تو دل میں خیال آیا کہ محل شاہی میں تو اس وقت کسی انسان کو داخل ہونے کی جرأت و ہمت نہیں ہو سکتی۔ ہو نہ ہو یہ جن ہیں آپ نے اُن سے دریافت فرمایا کہ وہ کیسے تشریف لائے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہم لوگ اپنے اونٹوں کی تلاش میں سرگرداں ہیں۔ حضرت ابراہیم ادھمؒ نے حیرانی سے پوچھا کہ اونٹ بالاخانے پر جست کر کے کیسے آ سکتے ہیں۔ اس پر ان واردینِ غیب نے فرمایا کہ بے شک اونٹ بالاخانے پر نہیں آ سکتا لیکن تخت شاہی پر بیٹھ کر پھر تُو خدا کی تلاش کیوں کرتا ہے؟ یہ کہہ کر واردینِ غیب غائب ہو گئے۔ اور حضرت ابراہیم ادھمؒ کے دل پر ایک چوٹ لگ گئی اور اللہ کی محبت میں سلطنت، تخت، تاج سب کچھ تج دیا۔

اب حضرت ابراہیمؒ نے سلطنت چھوڑی تو اللہ تعالےٰ نے بھی اُن کی یہ قدر فرمائی کہ پہلے ایک محدود سلطنت کے مالک تھے لیکن پھر خشکی اور تری پر انہیں حکومت نصیب ہو گئی اور یہ ارشاد

من كان لله كان الله له

(جو اللہ کا ہو جاتا ہے اللہ اس کا ہو جاتا ہے) پورا ہو گیا۔ حضرت ابراہیمؒ

(باقی صـ۹ پر)

قسط ۲

مقصود اصلی رضائے الٰہی ہے

مولانا جمیل احمد صاحب میواتی

الحمد للہ وحدہٗ والصلوٰۃ والسلام علی من لا نبی بعدہٗ ولا رسول بعدہٗ ولا نبوۃ بعدہٗ

ورضوان من اللہ اکبر ولذکر اللہ اکبر والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا ۝

حضرت لاہوری نوّر اللہ مرقدہٗ ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ اوّل تو ہر عالم ہادی نہیں ہوتا اور پھر ہر ہادی صاحبِ استقامت نہیں ہوتا۔ ہمیں اپنے دَور کے علمائے بے عمل سے دھوکا لگا۔ ان کو علم سے دُور کا بھی واسطہ نہیں۔ ہم ہر تسبیح کے دانوں کو پھیرنے والوں کو شیخ و مرشد سمجھ بیٹھے ہیں۔ ان کو ہدایت و استقامت سے کوئی تعلق نہیں۔ پھر ان ہی دونوں گروہوں کے مکینوں کی لغزشوں کو دیکھ کر علمائے ربانی و صوفیائے عظام پر تبصرہ کرنے کو روا سمجھتے ہیں جس کا نتیجہ یہ نکالتے ہیں کہ مُلّا نے دین سمجھا ہی نہیں ہم یہ کہتے ہیں کہ تم نے حقیقی معنی میں مُلّاؤں کو دیکھا ہی نہیں۔ تم اگر واقعتہً مُلّاؤں کو پالو تو وہ اپنے دَور کے معیارِ حق ہوں گے ان کا ایک ایک سانس اور ایک ایک قدم جادۂ شریعت مطہرہ پر ہوگا۔ حضرت لاہوری نور اللہ مرقدہٗ ارشاد فرمایا کرتے تھے میں جوش میں نہیں ہوش میں کہتا ہوں، دلائل کو سامنے رکھ کر کہتا ہوں حضرت مدنی و حضرت رائے پوری نور اللہ مرقدہم کی نظیر سارے عالم میں نہیں یہ دونوں حضرات بینا ہیں، یہ دونوں حضرات اس دَور میں معیارِ حق کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان کی پاک قبور پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔ آمین۔ یہ ہیں علم ربانی و صحیح تصوّف کی بہترین صورتیں۔ یہ تمام برکات و کمالات حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم جو اوّلین و صادقین معیارِ حق ہو گذرے ہیں اور قیامت تک کے آنے والے انسانوں کے لئے بہترین نمونہ ہیں ان ہی کے پرتو و عکس صحیح سے حاصل کئے گئے ہیں اور یہ سب کچھ سیدالاوّلین والآخرین محبوب خدا خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباعِ کامل کا ثمرہ ہے۔

سیجعل ۔۔۔۔ وُدّا ۝ شیخ الحدیث

حضرت اقدس مولانا محمد زکریا صاحب امت برکاتہم کا ارشاد گرامی ایک جگہ یوں پڑھا ہے "اللہ والوں کی موت کے بعد ان کا کام ایسے لوگوں کے سپرد ہوا کرتا ہے جن سے اللہ تعالےٰ کو یہ خدمت لینا مقصود ہو اور کام کو انجام دینے کی صلاحیت ان میں خود بخود پیدا ہو جایا کرتی ہے اور ان کی ذات لوگوں کی توجہ کا مرکز بن جایا کرتی ہے"۔

ذرا غور فرمائیے اس میں نہ کسی شیخ کو دخل ہے نہ کسی پیر کو۔ میاں اگر مشائخ عظام و علماء کرام ہی کے ہاتھ میں سب کچھ ہوتا تو یہ بعض صاحبزادگان کیوں ناکارہ رہیں۔ کون نہیں چاہتا کہ میری اولاد نیک و صالح بنے۔ حق یہ ہے کہ جو بھی صحیح نیت سے رضائے الٰہی کو حاصل کرنے کی محنت کرے گا اللہ تعالےٰ اس میں کمالات پیدا فرما دیں گے پھر جس درجہ کا نیت میں اخلاص ہوگا اسی قدر نوازا جائے گا۔ ان میں سے اللہ تعالےٰ جلشانہٗ جس کو چاہیں گے آگے کام چلانے کے لئے چُن لیں گے اس کی مقبولیت اپنی مخلوق میں پیدا فرما کر اس کی طرف ان کا رُخ پھیر دیں گے پھر یہ شخص اپنے نصیب و مقدر میں لکھے کے بقدر دینی نفع حاصل کر سکے گا"۔ یہ ہے ساری پیری مریدی جس کو ہم نے ہوّا بنا رکھا ہے۔

حضرت عالی امام ربانی مولانا رشید احمد گنگوہی نوّر اللہ مرقدہٗ نے جب حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن نوّر اللہ مرقدہٗ و حضرت نور المشائخ مولانا خلیل احمد سہارنپوری نوّر اللہ مرقدہٗ کی خلافت و اجازت دیا جانے کا اظہار فرمایا تو ایک مقیم خانقاہ نے عرض کی۔ حضرت! یہ دونوں حضرات کل آئے اور آپ نے ان کو خلافت عطا فرما دی۔ مجھے تو اتنے دن رہتے ہوئے ہو گئے مگر آپ نے مجھے کچھ بھی عنایت نہیں فرمایا۔ حضرت امام ربانی محدث گنگوہی نور اللہ مرقدہٗ نے جواباً ارشاد فرمایا ــــ "بھائی! اگر رشید کے ہاتھ میں ہوتا تو میرا بیٹا حافظ محمود میرا خلیفہ بنتا۔ مگر میری مثال تو چھٹی رساں کی سی ہے۔ جس کے نام چھٹی آتی ہے اس کو پہنچا دیتا ہوں"۔ دیکھ لیا آپ نے اہل حق کا حال ہے۔ اصل میں ولایت و نسبت اور یہ ہی نہیں دین و دنیا کی تمام نعمتیں سب ہی اس منعمِ حقیقی، رازقِ برحق، قادرِ مطلق، معطی واحد کے قبضہ میں ہے۔ جس کو جو کچھ ملتا نظر آتا ہے سب اسی کے پاک حکم سے ملتا ہے نیز مخلوق میں سے جس کے ذریعے ملتا نظر آتا ہے اصل میں منبع فیض اسی کی ذات حق ہے یہ سب ذرائع و وسائط ہیں۔ ہم نے اس میں بہت دھوکہ کھایا ہے۔ بعض افراط میں پڑے بعض تفریط میں گرے۔ اللہ تعالےٰ جل شانہٗ ہم سب ہی کی دائمی حفاظت فرمائیں۔ آمین! بحرمت سیدالمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

سیدنا حضرت نوح علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیٹے کی مثال قرآن مجید میں واضح طور پر بیان نہیں فرمائی گئی۔ جس میں اس کی تو تردید نہیں کی کہ یہ تمہارے نطفہ سے نہیں ہے بلکہ "لیس من اھلک" فرما کر وضاحت اس طور پر فرمائی۔ "انہ عمل غیر صالح" پتہ لگا کہ نبی کے نطفہ سے ہونا کافی نہیں جب تک کہ نبی والے اعمال نہ ہوں ــــ

بحمد اللہ تعالےٰ حضرات اکابر دیوبند صحیح معنی میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نائب ہیں۔ یہ حضرات اپنی وفات کے بعد متعلقین میں سے جو سب سے زیادہ متبع سنت ہوتا ہے اُسی کو اپنا قائم مقام چھوڑ کر مرجاتے ہیں یہاں صرف صاحبزادہ ہونا جانشینی کے قابل نہیں سمجھا جاتا۔

سیدنا امام الاولیاء سلطان جی حضرت نظام الدین اولیاء نور اللہ مرقدہٗ غیر عالم یا غیر حافظ کو اجازت مرحمت نہیں فرمایا

کرتے تھے۔ اور یہ بھی ایک شرط اس مبارک زمانہ کے حضرات اہل اللہ نور اللہ مرقدہم کے نزدیک خلافت و اجازت دیئے جانے میں شامل تھی۔ آپ نے ایک صاحب کو خلافت عطا فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا "تنخواہ، وظیفہ یا مستقل آمدنی کی کوئی صورت قبول نہ کرنا، نہ کسی امیر کبیر بادشاہ وغیرہ سے جاگیر وصول کرنا جو کچھ اللہ تعالےٰ جلشانہٗ مرحمت فرمائیں بعد سوال و اشراف اسے قبول کر لینا۔ اور اُسی پر قناعت کرنا۔" یہ صاحب اپنے وطن روانہ ہو گئے صورت کچھ ایسی ہوئی کہ من جانب اللہ فاقے آنے شروع ہو گئے۔ بات یہاں تک چل نکلی کہ کسی نے بادشاہ وقت کی خدمت میں جا کر آپ کی پارسائی اور فاقہ مستی کا ذکر کر دیا۔ بادشاہ نے بہت ہی عقیدت سے چند مکان نذرانہ کے طور پر پیش فرما دیئے آپ نے قبول فرما لئے۔ مکان کرائے پر دے دیئے۔ آمدنی کی ایک صورت ہو گئی۔ ادھر جب حضرت سلطان جی نور اللہ مرقدہٗ کو اس امر کی اطلاع ہوئی تو خلافت نامہ واپس لے لیا۔ اور خفگی کا اظہار فرماتے ہوئے فرمایا تم سے تو یہ عہد لیا گیا تھا کہ کسی اہل ثروت سے جاگیر وغیرہ وصول نہ کروگے۔ پھر یہ ایسا کیوں ہوا؟ انہوں نے عرض کیا کہ حضرت! میں نے نہ تو کسی سے سوال کیا نہ عرض حال کیا۔ حضرت نور اللہ مرقدہٗ نے ارشاد فرمایا۔ تمہارے دل میں تو یہ بات ہوگی نا کہ بلا مانگے کوئی آمدنی کی صورت ہو جائے تاکہ فاقہ مستی دُور ہو حالانکہ فقراء کا ہر حال میں خوش رہنا ہی درویشی ہے۔ عرض کیا دل میں تو اس قسم کا داعیہ ضرور تھا۔ فرمایا بس تو یہ ہی تمہارا مانگنا بھی ہے۔

بھائیو! دیکھا آپ نے حقیقت میں خلافت و اجازت کیسی نازک چیز ہے۔ حضرات اکابر دیوبند کی اس ضمن میں متعدد مثالیں اس وقت ذہن میں موجود ہیں بیان کروں تو مضمون بہت طویل ہو جائے گا۔ پھر کسی موقع پر انشاء اللہ تعالیٰ "توکل و تقویٰ" کے عنوان سے ان واقعات کو پیش کیا جائے گا یہاں صرف نمونہ کے طور پر شیخ التفسیر قطب الارشاد حضرت لاہوری نور اللہ مرقدہٗ کا ارشاد کردہ ایک واقعہ نقل کرتا ہوں۔

حضرت ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ مجھے لاہور میں رہتے ہوئے چالیس سال ہو گئے ہیں حرام ہے اگر کسی امیر یا اہل ثروت کے در پر محض دعوت کھانے گیا ہوں یا اپنے بیٹوں کو ہمراہ لے گیا ہوں۔ اس پر حضرتؒ یہ مقولہ دہرایا کرتے تھے ؎

بئس الفقیر علی باب الامیر
نعم الامیر علی باب الفقیر

سیدنا غوث الاعظم شاہ جیلاں نور اللہ مرقدہٗ کا ارشاد ہے کہ "جب تو کسی دنیادار اہل ثروت، فاسق و فاجر کے استقبال کے لئے اس کی دنیاوی وجاہت کو سامنے رکھ کر کھڑا ہوگا تو تیرا ایک تہائی دین جاتا رہے گا۔" حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کا معمول شریفہ تھا۔ جب بھی کوئی بادشاہ، امیر کبیر حاضری دینا چاہتا آپ اس کے آنے سے قبل ہی گھر میں تشریف لے جاتے۔ جب وہ آکر بیٹھ جاتا تو آپ اندر سے تشریف لاتے وہ خود کھڑا ہو کر آپ سے ملتا۔ اس صورت میں آپ کو ان اہل ثروت کے لئے کھڑے ہونے کی نوبت نہ آتی۔ یہ محض اس لئے تھا۔ کہ فاسق فاجر کے لئے کھڑے ہو کر استقبال کی لعنت سے بھی بچ جاؤں اور آنے والے کی دل شکنی بھی نہ ہو ورنہ آپ کی ذات پاک ان اہل ثروت سے مرعوب ہونا جانتی ہی نہ تھی۔

اے کوٹھیوں اور بنگلوں کے زیر عاطفت دینی مدرسے قائم کرنے والو! فساق و فجار کے یہاں چندہ کی رسیدیں پیش کرنے والو! خدارا کچھ سوچو۔ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل و کرم سے ہم سب کی دائمی حفاظت فرمائے۔ آمین بحرمت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

ایک قابل غور بات

دین کی دعوت دینے "دین پر لگانے" کے سلسلہ میں اگر ان اہل ثروت کم عقلوں کے پاس جایا جائے تو یہ چیز اس سے مستثنیٰ ہوگی۔ مگر یہ کہ کس دل میں یہ جذبہ صحیحہ موجود ہے اللہ تعالےٰ خوب جانتا ہے۔ ان کے یہاں جا کر دینی دعوت دینا ہر ایک کے بس کی بات نہیں صاحب استقامت ہی ان کے زہر سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔ لہٰذا ان کے بنگلوں پر جانے سے قبل اپنے قلوب کی پختگی کا وزن کرانا ضروری ہے۔

حضرت لاہوری نور اللہ مرقدہٗ کو بہاولپور کے ایک میجر صاحب نے ایک کوٹھی جس کا ماہانہ کرایہ تقریباً پانچ صد روپے ہوتے تھے ہدیۃً پیش کی۔ یہ خیال کرتے ہوئے کہ حضرتؒ کوئی معاوضہ وغیرہ تو لیتے نہیں میں ہی اس کا ذریعہ بن جاؤں تاکہ مجھے کل عند اللہ ثواب مل جائے اور آپ کو فارغ البالی نصیب ہو جائے آپ نے فوراً اس کوٹھی کو انجمن خدام الدین کے نام وقف کر دیا۔ یہاں سے دین کی خدمت میں یہ رقم صرف ہوتی ہے اور فرمایا اب تک اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے کھلایا پلایا ہے اب بھی وہ ہی کفالت فرمائے گا۔ میں نہیں چاہتا کہ دنیا سے چلے جانے کے بعد میں اپنے بیٹوں کے لئے ایسی چیز چھوڑ جاؤں جس سے اللہ تعالےٰ سے نگاہ ہٹ کر مخلوق پر نگاہ لگ کر رہ جائے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

خلاصہ

اس سارے مضمون کا یہ ہے کہ تمام تر دینی و دنیوی کاوشوں کا ماحصل اللہ تعالےٰ جل شانہ کی رضا ہونی چاہیئے کوئی اور چیز دین دنیا میں اعمال صالحہ کے کرتے وقت پیش نظر نہ ہو۔ بالخصوص دینی کام کرنے والوں کو اس بارے میں بہت احتیاط کرنی چاہیئے کہ شیطان خبیث ایمان ہی پر ڈاکہ ڈالتا ہے اور وہ دو راستوں سے کامیاب ہونے کی بھرپور کوشش کرتا ہے۔ ایک جاہ پرستی کے راستہ سے اور ایک مال پرستی کے راستہ سے یعنی حُبِّ جاہ و حبِّ مال۔ اصل میں تو سب خباثتوں کی جڑ حبِ جاہ ہی ہے۔ مال بھی انسان وجاہت کو برقرار رکھنے کی غرض سے اکٹھا کرتا ہے جس سے گرد و پیش کے بسنے والوں پر فوقیت حاصل کر سکے۔ حضرات اہل اللہ فرماتے ہیں مرید صادق کے دل سے بھی سب کے بعد میں حبِ جاہ کا ہی مرض نکلتا ہے۔ مکاروں کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

دین کے معاملہ میں سب سے زیادہ شیطان حبِ جاہ کے جذبہ سے ہی گمراہ کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

ہر مرید یہ چاہتا ہے کہ میں بھی خلیفہ و پیر بن جاؤں - یہ صریح گمراہی ہے ـــ عزت و توقیر خلافت و اجازت پر موقوف نہیں یہ تو اللہ تعالٰے جس کو چاہتے ہیں عطا فرماتے ہیں - ویسے حضرات اہل حق کی خلافت کا ملنا یقیناً بہت بڑی نعمت ہے یہ جس کو اللہ تعالٰے چاہیں - ہمارا مقصد یہ نہ ہو - یہ ہی وجہ ہے کہ بڑے سے بڑا دیندار بھی بدوں اجازت کے بیعت نہیں کر سکتا - ہمارا نظریہ حضرات اہل اللہ کی بیعت سے ذکر و اذکار کرنے، دین پر محنت کرنے سے فقط رضا الٰہی ہو جو مقصود اصلی ہے - اخلاص سے اگر محنت کرتے رہے تو انشاء اللہ تعالٰے ایک نہ ایک دن اللہ تعالیٰ اپنی محبت و معرفت ضرور مرحمت فرمائیں گے خواہ یہ مخلص کسی پیر کے مجاز ہوں یا نہ ہوں - اب دو ایسی ہستیوں کے نام بتلاتا ہوں جو اپنے اکابر کے نزدیک معتمد و مکرم ہیں - اگرچہ خلافت و اجازت ان کو حاصل نہیں -

دین پر محنت کرنے کی مثال

ان کے کمالات شمار کرو تو صفحات پُر ہو جائیں - ان میں ایک بزرگ محترم میاں جی عبداللہ صاحب میواتی رائے ونڈ والے ہیں - ماشاء اللہ ولی صفت انسان ہیں - حضرت جی مولانا محمد یوسف نور اللہ مرقدہٗ ارشاد فرمایا کرتے تھے یہ میرے تایا جی مرحوم کی نشانی ہیں ان کا احترام کرنا چاہئے - آخری ایام میں حضرت رح نے آپ کی پیشانی کو بوسہ بھی دیا اور بہت ہی شفقت فرمائی - حضرت شیخ الحدیث صاحب دام مجدھم العالی آپ کے مستجاب الدعوات ہونے کے بہت قائل ہیں - میاں جی صاحب اصولوں کے ٹوٹنے کو تو برداشت کر لیتے ہیں مگر قلوب کے ٹوٹنے کو ہرگز برداشت نہیں کرتے -

ذکر اذکار پر محنت کرنے کی مثال

دوسرے مخدوم میاں عبداللہ صاحب قلعہ سوبھا سنگھ (سیالکوٹ) والے بزرگ ہیں - چالیس سال سے ایک پرانی مسجد میں قیام فرما ہیں - حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف سے بہت فائدہ حاصل کیا ہے - حضرت مولانا پیر مفتی بشیر احمد صاحب پسروری مدظلہ العالی بھی آپ کی تعریف بیان کرتے ہیں -

میاں صاحب کی صحبت میں بیٹھنے سے طبیعت اللہ اللہ کرنے کی طرف بہت متوجہ ہوتی ہے - اہل دنیا سے بہت نفرت کرتے ہیں - دین داروں سے خوش ہوتے ہیں -

بقیہ: مجالس ذکر صفحہ ۶ سے آگے

ایک روز دریا کے کنارے گدڑی سی رہے تھے کہ اچانک سلطنت بلخ کا ایک وزیر اس راہ سے گزرا اور اپنے بادشاہ کو گدڑی سیتے ہوئے دیکھ کر جی ہی جی میں حیرت زدہ ہوا اور کہا عجیب بات ہے کہ بادشاہ نے سلطنت ہفت اقلیم کو تج کر گدڑی سینا شروع کر دیا ہے! اس پر حضرت ابراہیم ادھم رح نے اپنی سوئی دریا میں پھینک دی اور حکم دیا کہ مچھلیو! میری سوئی لاؤ - اس حکم کا سننا تھا کہ ہزاروں مچھلیاں سونے کی ایک ایک سوئی اپنے اپنے لبوں میں دبائے ہوئے دریا کے کنارے حاضر ہو کر عرض کرنے لگیں کہ حضرت سوئی حاضر ہے - حضرت ابراہیم رح نے بارگاہ خداوندی میں عرض کیا - اے اللہ! میں اپنی سوئی چاہتا ہوں - یہ کہنا تھا کہ ایک مچھلی وہ خاص سوئی جس کو شیخ نے دریا میں پھینکا تھا لے کر حاضر ہو گئی - اس وقت حضرت رح نے وزیر سے فرمایا "ملک دل بہ یا چنیں ملک حقیر" (دل کی سلطنت بہتر ہے یا وہ ملک حقیر جو میں تج کر آیا ہوں)

وزیر کا اتنا سننا تھا کہ وزیر نے ایک آہ سرد کھینچی اور کہا "افسوس کہ مچھلیاں تو اس والے کو پہنچانتی ہیں اور میں اس قطب زمان اور شیخ وقت سے بے خبر ہوں - میں انسان ہو کر بدبخت ہوں اور یہ مچھلیاں ہو کر اس دولت معرفت کے سبب مجھ سے سعید ہیں - چنانچہ اس کا وزیر اس قدر متاثر ہوا کہ اس نے حضرت ابراہیم ادھم رح کے سامنے سراپا ادب بن کر سلام کیا اور دولت عشق حقیقی سے مالا مال ہو کر واپس لوٹا -

حاصل

یہ نکلا کہ جو شخص اللہ کا ہو جائے اللہ تعالیٰ اس کا ہو جاتا ہے اور بحر و بر کی ہر شے اس کے تابع فرمان ہو جاتی ہے -

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی یاد اور کثرت ذکر اللہ کی توفیق عطا فرمائے - آمین

بقیہ: اداریہ

سرور کائنات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق ـــ "اللہ تعالیٰ جس شخص سے بھلائی کا ارادہ فرماتے ہیں اس کو دین کی سمجھ عنایت فرماتے ہیں" آپ کو فہم کتاب و سنت کا ایک خاص ملکہ عطا ہوا تھا - اس صدی کے محدث اعظم علامہ انور شاہ کشمیری رح کے علوم و فیوض سے آپ نے وافر حصہ پایا تھا - اور حضرت علامہ رح کی تقریر بخاری "فیض الباری" کے نام سے مرتب کرنے کا آپ کو شرف و فخر حاصل ہوا - جس کی طباعت کا اعزاز جنوبی افریقہ کے مخیر مسلمانوں کو ہوا جنہوں نے اسے چار ضخیم جلدوں میں مصر سے طبع کرایا - علمی اور فنی اصطلاحوں کے ساتھ علم حدیث کی بہت خدمت ہو چکی ہے اور ہوتی رہے گی - عربی زبان میں ابن قیم رح علامہ عینی رح امام نووی رح کی محنت شاقہ اور عرق ریزی نے تدبّر و تفکّر فی الحدیث کا حق ادا کر دیا ہے - اور ماضی قریب میں علامہ شبیر احمد عثمانی رح حضرت مولانا احمد علی سہارنپوری رح حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری اور دیگر اکابر دیوبند کی تقریباً تمام کتب حدیث پر عربی شرحیں اپنے علمی اور تحقیقی انداز بیان کا علمی دنیا سے خراج حاصل کر چکی ہیں ـــ لیکن موجودہ دور میں عصر حاضر کے تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اردو زبان میں تشریح حدیث کا جو حق حضرت مولانا ادا کر رہے تھے وہ انہی کا حصہ تھا -

جس مادی اور مغربی تہذیب و تمدن کے چکاچوند دور سے ہم گذر رہے ہیں اس میں الحاد و تشکیک اور دینی رنگ میں نت نئے فتنے جنم لے رہے ہیں - جن کی وجہ سے علمائے حقانی پر نئی ذمہ داریاں عائد ہوتی آئی ہیں - نیا علم کلام ابھر رہا ہے اور نئے نئے اعتراضات سامنے آ رہے ہیں اور ان نئے فتنوں اور الحاد کے سرچشموں پر بند لگانے کے لئے حضرت مولانا مرحوم ایسے افراد نعمت غیر مترقبہ تھے لیکن ہماری بدقسمتی ہے کہ ایسے لوگ اب ایک ایک کر کے رخصت ہو رہے ہیں اور چمنستان علم و حکمت روز بروز ویران ہوتا جا رہا ہے - چنانچہ اب حضرت مولانا رح کی وفات سے بہت بڑا خلا پیدا ہو گیا

ہے جس کا پُر ہونا بظاہر مشکل نظر آتا ہے۔ وَمَا ذَالِکَ عَلَی اللّٰہِ بِعَزِیْز۔

یہ دیکھ کر بہت دکھ اور افسوس ہوتا ہے کہ جامع نظر علماء و مشائخ ایک ایک کرکے رخصت ہو رہے ہیں مگر ان کی جگہ پُر ہوتی نظر نہیں آتی۔ یہ مسئلہ اپنی جگہ بہت اہم ہے اور علماء حقانی کے غور و فکر اور امتحان و آزمائش کے لئے بہت بڑا مرحلہ ہے۔

ادارہ "خدام الدین" حضرت مولاناؒ کی وفات حسرت آیات پر نہایت گہرے رنج و الم کا اظہار کرتا ہے اور تمام وابستگان سے عموماً اور حضرت مولاناؒ کے صاحبزادگان ندوۃ المصنفین سے خصوصاً اظہارِ ہمدردی کرتا ہے اور اللہ تعالٰے سے دست بدعا ہے کہ وہ حضرت مولاناؒ کو جنت الفردوس عطا فرمائے۔

عبدالرشید ارشد

مولانا عبدالستار تونسوی کو صدمہ

مولانا منظور احمد شاہ صاحب ناظم مدرسہ ضیاء العلوم ملتان نے اطلاع دی ہے کہ مشہور عالم، مناظرِ اسلام حضرت مولانا عبدالستار تونسوی کی جواں سال صاحبزادی حالت زچگی میں اللہ کو پیاری ہوگئی ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ادارہ خدام الدین اس صدمۂ جانکاہ میں مولانا موصوف سے دلی ہمدردی کا اظہار کرتا ہے اور اس غم کو اپنا غم تصور کرتے ہوئے بارگاہ رب العزت میں دست بدعا ہے کہ وہ مرحومہ کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل سے نوازے۔ قارئین کرام سے درخواست ہے کہ وہ مرحومہ کے لئے دعائے مغفرت فرمائیں۔

انتقال پُر ملال

محترم محمد عارف حسین صاحب ایم پی۔ اے کے برادرِ اکبر ذیلدار ذوالفقار علی صاحب چک شہامد ۲۸۲ چند دن ہوئے اس عالمِ فانی سے راہئ ملکِ جاودانی ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

موصوف علاقہ بھر میں اپنی ذہانت، فطانت اور خداترسی کے باعث نیک نام تھے۔ اللہ تعالٰے ان کی مغفرت فرمائے آمین

ادارۂ خدام الدین اس حادثۂ جانکاہ میں برادرِ محترم محمد عارف حسین صاحب اور مرحوم کے دیگر پسماندگان و اہلِ خاندان کے ساتھ برابر کا شریک ہے۔ قارئین سے بھی مرحوم کے لئے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔ (ادارہ)

اطلاعات و اعلانات

افواجِ پاکستان کو خراجِ تحسین

مدرسہ اسلامیہ عربیہ تعلیم الاسلام چونڈ موم ضلع سیالکوٹ کے زیرِ اہتمام مورخہ ۱۲ / ۱۳ / نومبر بروز جمعہ ہفتہ عظیم الشان اجتماعات ہونگے جس میں مختلف علماء کرام اپنے مواعظ حسنہ اور ارشادات عالیہ سے حاضرین کو مستفید فرمائینگے آخر میں جامع شریعت و طریقت حضرت مولانا بشیر احمد صاحب قادری نقشبندی پسروری امیر جمیعۃ علماء اسلام ضلع سیالکوٹ افواجِ پاکستان کو خراجِ تحسین پیش فرمائیں گے اور پاکستان کی بقا اور استحکام کے لئے دعا فرمائیں گے۔

عبدالرحمٰن مہتمم مدرسہ

مولانا ضیاء القاسمی شیخوپورہ میں

خطیب اہلسنت حضرت مولانا ضیاء القاسمی لائلپوری ۱۲ر نومبر ۱۹۶۵ء کا جمعہ جامع مسجد نوباں حنفیہ محلہ ہنجرانواں والا پرانا شہر شیخوپورہ میں پڑھائینگے

ایم عبدالرحمٰن لودھیانوی
صدر انجمن اصلاح المسلمین

مفسرِ قرآن قطبِ زمان حضرت مولانا احمد علی صاحب قدس سرہٗ کے جانشین حضرت مولانا عبیداللہ صاحب انور مدظلہٗ کی

اپیل

تمام مسلمانوں کو معلوم ہے کہ جمیعۃ علماء اسلام پاکستان ہر ضرورت کے وقت اسلام اور اہل اسلام کی خدمات کے لئے آگے آتی ہے۔ اور اس کے مخلص کارکن اور علماء حق اخباری پروپیگنڈا اور سرکاری حوصلہ افزائی کے بغیر محض حق کی خاطر ہر ممکن خدمت کرنے لگ جاتے ہیں۔ چنانچہ اس جنگ کے موقع پر بھی جہادی خدمات میں انہوں نے ملک بھر میں سب سے زیادہ خدمت کی ہے اور دفاعی فنڈ میں نیز دوسرے تمام کاموں میں سرکاری حکام اور دیگر کارکنوں سے بغیر نام و نمود کے تعاون کیا ہے — مشرقی پاکستان کی صرف ایک ضلع سلہٹ کی جمیعۃ نے اپنے ستر عربی مدرسوں میں سے ہر ایک کے ذمے سَو سَو روپے لگائے ہیں اور دیگر طریقوں سے بھی وہاں کے علماء کرام کام کر رہے ہیں —

بہرحال یہ رجب مبارک کا مہینہ ہے۔ مرکزی جمیعۃ علماء اسلام حضرت بزرگوار لاہوری قدس سرہٗ کی یادگار اور اسلام کی پشت پناہ ہے۔ اس مبارک مہینے میں جتنا ممکن ہو سکے جمیعۃ کی تنظیم اور مرکزی اخراجات کے لئے مرکزی دفتر میں رقوم بھیج کر اپنا فرض ادا کریں۔

خوشخبری

حسب دستور سابق امسال بھی مدرسہ عربیہ مخزن العلوم والفیوض عیدگاہ خانپور میں یکم شعبان المعظم سے حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی دامت برکاتہم درس قرآن مجید کا افتتاح فرمائیں گے۔ مکمل دو ماہ تک بذاتِ خود اسرار و رموز قرآن مجید کا انکشاف فرمائینگے

اراکین مدرسہ عربیہ مخزن العلوم والفیوض رجسٹرڈ

بچوں کا صفحہ

صلاح الدین ایوبیؒ

سلطان صلاح الدین یوسف بن ایوب مسلم تاریخ کا بہت بڑا فرمانروا جس کی عظمت و جلالت، ہمت و تہوّر اور شجاعت و بسالت کے افسانے زبان زدِ خاص و عام ہیں۔ اُس کی ولادت ۵۳۲ھ میں ہوئی۔ باپ کے زیر سایہ تعلیم و تربیت حاصل کی۔ پھر سن رشد کو پہنچنے کے بعد نورالدین محمود بن زنگی فرمانروائے ملکِ شام کی خدمت میں مامور ہوا۔ وہاں رہ کر امورِ سیاست اور مہماتِ ملکی میں دسترس حاصل کی اور رفتہ رفتہ عروج اور ہردلعزیزی کے ایسے مرتبہ پر پہنچ گیا جہاں تک پہنچنا ہر کہ و مہ کے لئے آسان نہیں۔

پھر زنگی نے اس کی وفاداری، حسن خدمت اور جوش کار کو ملحوظ رکھ کر مصر بھیج دیا تاکہ وہاں کے گورنر کی مدد کرے اور اس کے ساتھ مل کر ملکی و ملی خدمت انجام دے۔

۵۶۷ھ میں عاضدالدین اللہ گورنر مصر کا انتقال ہو گیا۔ اس منصب پر صلاح الدین کو مامور کیا گیا۔ گورنروں کے فرائض و واجبات اس خوبی سے انجام دئے اور ایسی شہرت و محبوبیت حاصل کر لی کہ رفتہ رفتہ بلادِ شام و عراق اور یمن پر اس کا پرچم لہرانے لگا۔

ارضِ مقدس، فلسطین اور بیت المقدس پر جب پورے اتحاد و اتفاق اور ہم آہنگی کے ساتھ عیسائی ممالک فرانس، انگلستان وغیرہ کے فرمانرواؤں نے اپنی افواج قاہرہ کو لے کر حملہ اور تاخت و تاراج کا سلسلہ شروع کیا تو صلاح الدین نے پورے استقلال اور شجاعت کے ساتھ عیسائی دنیا کے اس مجموعی اور متحدہ حملہ کا مقابلہ کیا اور کامیاب رہا۔

ایک روز صلاح الدین نے انگلستان کے بادشاہ کو جسے اس کی بہادری کے باعث "شیردل" کہتے تھے، پیادہ پا اپنے سے لڑتے ہوئے دیکھا تو اُس نے انگلستان کے بادشاہ کو خاص اپنی سواری کا گھوڑا دیا اور کہا:-

"میری نظر میں تمہارا مقام اس سے کہیں ارفع و اعلیٰ ہے کہ میں تمہیں پیادہ پا لڑتے دیکھوں!"

۵۷۹ھ میں صلاح الدین کی دمشق میں وفات ہوئی۔

صلاح الدین کے تاثر میں (مصر کے اندر) ایک مدرسہ ہے جو امام شافعیؒ کے مرقد کے پاس اُس نے تعمیر کرایا تھا۔ ایک اور مدرسہ اُس نے مشہدِ حسینی کے جوار میں بھی بنا دیا تھا۔ قدس اور مصر میں بھی مالکیہ کے لئے اس نے مدرسے تعمیر کرائے۔ اور بہت بڑی جاگیران کے لئے وقف کی۔ اس کی سب سے بڑی خصوصیت یہ بھی کہ اُس نے کوئی چیز اپنے نام سے منسوب نہیں کی۔ سوا دمشق کے مدرسے "صلاحیہ" کے۔ اسلام کی تاریخ اس کے نام اور اس کے کارناموں کو کبھی فراموش نہیں کر سکتی۔

عزتِ نفس

حاتم طائی سے ایک مرتبہ سوال کیا گیا:-

"کسی شخص کو آپ نے اپنے سے زیادہ بلند و برتر بھی پایا؟"

حاتم نے جواب دیا۔ "ہاں!"

سوال ہوا۔ "کون تھا وہ؟"

حاتم نے کہا۔ "ایک مرتبہ میں نے جنگل میں ایک شخص کو لکڑیاں چنتے دیکھا میں نے اس سے پوچھا:-

"کیا تمہارے کانوں تک حاتم کی جود و سخا کی داستان نہیں پہنچی؟"

کہنے لگا۔ "ہاں پہنچی ہے بہت کچھ سنا ہے میں نے حاتم کے بارے میں!"

میں نے دریافت کیا۔ "اُس نے کبھی تمہاری دعوت بھی کی؟"

جواب دیا۔ "مجھ سے بڑھ کر بدبخت اور نامراد کون ہو سکتا ہے۔ اگر میں اُس کی دعوت قبول کر کے اُس کے دسترخوان پر پہنچ جاؤں؟"

میں نے پوچھا۔ "یہ کیوں؟"

بڑی آن سے اُس نے جواب دیا۔

"جو مزا اپنے دست و بازو کی قوت سے کمائی ہوئی نانِ جویں میں آتا ہے وہ کسی کے دسترخوان کے الوانِ نعمت سے نہیں آتا۔" (روایات و حکایات)

ترانہ

حافظ نور محمد انور

اُٹھ اے مردِ مومن تو ہُشیار ہو جا
ذرا خوابِ غفلت سے بیدار ہو جا
رہِ حق میں مشغولِ پیکار ہو جا
زمانے میں مشہور جرّار ہو جا
مٹا کر عدو کو تو سردار ہو جا
اُٹھ اے مردِ مومن تو ہشیار ہو جا

جو تیرے وطن پہ کبھی آنکھ اُٹھائے
خبردار وہ آنکھ بچ کر نہ جائے
وہ تیرے مقابل کبھی پھر نہ آئے
جو دشمن کو تو اپنی ہمت دکھائے
زمانے میں پھر فخرِ کرّارؓ ہو جا
اُٹھ اے مردِ مومن تو ہشیار ہو جا

تو صدیقؓ و فاروقؓ کی اقتدا کر
تو عثمانؓ و حیدرؓ کی ہر دم ثنا کر
بنا ان کی سیرت کو تو اپنی سیرت
شریعت کے احکام پر سر جھکا کر
مئے دینِ احمدؐ سے سرشار ہو جا
اُٹھ اے مردِ مومن تو ہُشیار ہو جا

رجسٹرڈ ایل
نمبر ۶۰۴۷

The Weekly "KHUDDAMUDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

چیف ایڈیٹر
عبید اللہ انور

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۳۷-۲۴۸۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء
(۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری DD۹-۲-۷۶۷/۹/۳۹ مورخہ ۲۴- اگست ۱۹۶۴ء

بالاکوٹ کے شہداء

مضطر گجراتی

عشق کی چنگاریاں جب جذبِ انساں ہو گئیں
سرفروشانہ ادائیں جزوِ ایماں ہو گئیں

کروٹیں تقویم پارینہ نے بدلیں اس طرح
ظلمتیں شب کی حریفِ صبحِ خنداں ہو گئیں

کارواں نکلا سفر پر باندھ کر سر سے کفن!
وسعتیں کوہ و بیاباں کی رجز خواں ہو گئیں

زیست کی ڈالی گئیں طرحیں بعنوانِ جہاد
ریت کے ذرّوں سے تکبیریں نمایاں ہو گئیں

ولولوں نے ہر قدم پر دی شہادت کی اذاں
جس قدر تھیں مشکلیں منزل کی آساں ہو گئیں

آسمانوں سے اترتے دیکھ کر غیبی جنود!
قوتیں طاغوت کی سر در گریباں ہو گئیں

تمتما اٹھی سکوت آشام غاروں کی فضاء
پُر سکوں تنہائیاں بھی حشر ساماں ہو گئیں

چند بوندیں جو بظاہر تھیں ضعیف و بے متاع
رفتہ رفتہ اس قدر پھیلیں کہ طوفاں ہو گئیں

کون کہہ سکتا ہے، وہ حق کی مجاہد صورتیں
"خاک میں کر دی گئیں پنہاں کہ پنہاں ہو گئیں"

فطرتِ بے باک مرہونِ قضا ہوتی نہیں
زندگی اپنی حقیقت سے جدا ہوتی نہیں

السلام اے پاک رُوحو! اے شہیدانِ حیات
تم نے اپنے خون سے سینچا ہے گلستانِ حیات

تم نے دہرایا بہر صورت پیامِ جَاھِدُوا
تم سے گونجا ہے فنا زاروں میں اعلانِ حیات

کوہساروں کی چٹانوں پر کیے تم نے سجود!
تم نے کانٹوں سے نکالی راہِ عرفانِ حیات

فاقہ مستی، صبر کوشی، جانفروشی، بندگی
تم نے ہر پہلو سے کی تفسیرِ ایمانِ حیات

رات کو ذکرِ مصلّےٰ، دن کو سنگینوں پہ رقص
اللہ اللہ یہ کمالِ زہد، یہ شانِ حیات

امتدادِ وقت کی آندھی سے بجھ سکتا نہیں
تم نے جو روشن کیا فانوسِ ایوانِ حیات

پیروی ان کی کریں گے آنے والے کارواں
نقشِ پا چھوڑے ہیں جو تم نے بہ میدانِ حیات

بالیقیں ہوگا تمہارا نام عنوانِ رجز
جب کفن بر دوش اٹھیں گے رجز خوانِ حیات

فطرتِ ہستی تمہارے عزم کی ممنون ہے
تم نے تبلیغِ خودی کی تابہ امکانِ حیات

اس شہادت میں حیاتِ جاوداں کا راز ہے
یہ تمہاری خامشی بھی مستقل آواز ہے

فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں باہتمام عبید اللہ انور پرنٹر اینڈ پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا